مختصر

التحفة المرغوبة فی افضلیة الدعاء بعد المکتوبة

مولف: مخدوم محمد ھاشم ٹھٹھوی ؒ

اختصار: شیخ عبد الفتاح ابو غدة ؒ

الموسوم بہ

فرض نمازوں کے بعد دعا کی اہمیت

مترجم: مولانا عمران ولی صاحب

مدرس جامعة العلوم الاسلامیة بنوری ٹاؤن کراچی

فرض نمازوں کے بعد دعا کی اہمیت

(پہلی قسط)

ترجمہ: مولانا عمران ولی

جامعہ کے قدیم استاذ اور شعبہ تخصص فی الفقہ وتخصص فی الدعوۃ والارشاد کے نگران حضرت مولانا مفتی محمد ولی درویش رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: ۱۹۹۹ء) کی اپنے علمی وطبعی ذوق کے سبب دیرینہ خواہش تھی کہ سندھ کے امام شاہ ولی اللہ، محدث ومفسر ومصنف حضرت العلامہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی سندھی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: ۱۱۷۴ھ) کا عربی میں تصنیف کردہ رسالہ ''التحفة المرغوبة في أفضلية الدعاء بعد المكتوبة'' جو''ثلاث رسائل في استحباب الدعاء'' نامی مجموعہ کا پہلا رسالہ ہے، اور شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۴۱۷ھ) نے اس کا اختصار کیا ہے، اس کو اردو کے قالب میں ڈھالا جائے، تاکہ علماء کے علاوہ عوام بھی اس سے مستفید ہوں۔ حضرتؒ کی اسی دیرینہ خواہش کی تکمیل کے لیے اس کا ترجمہ ہدیۂ قارئین ہے۔

حمد وصلاۃ کے بعد اپنے غنی رب کی رحمت کا محتاج محمد ہاشم بن عبدالغفور ٹھٹھوی (اللہ تعالیٰ ہر وقت اور ہر آن اس کا معین ومددگار رہو) کہتا ہے کہ: مجھ سے فرض نماز کے بعد دعا کے بارے میں پوچھا گیا کہ یہ سنت ہے یا نہیں؟ اور جن فرض نمازوں کے بعد سنن مؤکدہ ہوتی ہیں، ان میں سنتِ مؤکدہ سے پہلے دعا کرنا افضل ہے یا بعد میں؟ تو میں نے جواب دیا کہ: فرض نماز کے بعد دعا ''سنت مستحبہ'' ہے، اس کا چھوڑنا اچھا نہیں ہے، خاص کر امام کے حق میں۔ اور جس طرح سنت مؤکدہ سے پہلے دعا کرنا جائز ہے، اسی طرح اس کے بعد بھی جائز ہے۔ اور بہتر یہ ہے کہ دعا سنت سے پہلے کی جائے اگر وہ لمبی نہ ہو۔ بعض معاصر علماء کرام نے تو میری رائے کی موافقت کی اور بعض حضرات نے بعض کتبِ فقہ کی روایات کو بنیاد بنا کر میری مخالفت کی۔ لہٰذا میں نے یہ رسالہ لکھا، اور اس میں مَیں نے وہ احادیث نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اور فقہ کی معتمد روایات ذکر کی ہیں جو سنت سے پہلے دعا کے مکروہ نہ ہونے بلکہ اس کے افضل ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔

اس رسالہ کو میں نے جمعرات کی صبح ۱۹ر صفر المظفر ۱۱۶۸ھ کو شروع کیا، اور اس کا نام ''التحفة المرغوبة في أفضلية الدعاء بعد المكتوبة'' رکھا۔ اس رسالہ کی بنیاد دو ابواب اور ایک خاتمہ پر رکھی ہے۔ پہلا باب اس بارے میں ہے کہ نفسِ دعا فرض نمازوں کے بعد سنت مستحبہ ہے۔ اور دوسرا باب اس بارے میں ہے کہ فرض نماز کے بعد سنت سے پہلے دعا کرنا افضل ہے، بلکہ

سنت کے بعد دعا کرنے کی بجائے سنت سے پہلے دعا کرنا افضل ہے، بشرطیکہ دعا طویل نہ ہو۔ اور خاتمہ میں ان روایات کو ذکر کیا ہے جن سے مخالفین نے استدلال کیا ہے (اور ان کا جواب بھی دیا ہے) اور یہ (خاتمہ) اس رسالہ کا حاصل (اور اس کے سبب) کا بیان ہے۔

پہلا باب ''نفسِ دعا فرض نماز کے بعد سنت مستحبہ ہے''

''وہ احادیث مبارکہ جو فرض نماز کے بعد نفسِ دعا کے سنت مستحبہ ہونے پر دلالت کرتی ہیں''

۱:......امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ''عمل الیوم واللیلۃ'' میں حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: کون سی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رات کے آخری حصہ میں اور فرض نمازوں کے بعد (مانگی جانے والی)۔ (۱) امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: یہ حدیث حسن ہے۔

امام عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مشکوٰۃ کی فارسی شرح میں فرماتے ہیں کہ ''دبر الصلوات المکتوبات'' کی ظاہری عبارت سے مراد یہ ہے کہ دعا فرض نماز کے متصل بعد ہو۔ (۲)

۲:......امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''التاریخ الأوسط'' میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر فرض نماز کے بعد تین مرتبہ دعا فرماتے تھے۔ (۳)

۳:......امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوتے تو تین بار استغفار کہتے، اور یہ دعا فرماتے: ''أَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ''۔ (۴) اس حدیث کے راوی امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ استغفار کیسے پڑھا جائے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ: یوں کہو: ''أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ ، أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ ، أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ''۔

۴:......امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اپنی صحیحین، امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اپنی سنن میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہوتے تو فرماتے: ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، أَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ''۔ (۵)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ''کتاب الاعتصام'' میں ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے کہ: ''إنه صلی اللہ علیہ وسلم کان یقول: هذه الكلمات دبر كل صلاة''۔ یعنی آپ علیہ السلام مذکورہ (بالا) کلمات کو ہر نماز کے بعد پڑھتے تھے۔ (۶) اور ''کتاب الصلوٰۃ'' میں لفظ ''مکتوبة'' کے اضافہ کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ: ''دبر كل صلاة مكتوبة''، یعنی ہر فرض نماز کے بعد یہ کلمات ذکر فرماتے تھے۔ تو یہ (کلام) اپنے عموم کی وجہ سے ان فرض نمازوں کو بھی شامل ہے جن کے بعد سنتیں (پڑھی جاتی) ہیں اور ان کو بھی جن کے بعد سنتیں نہیں ہیں۔ (۷)

۵:......امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اپنی صحیح، امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اپنی سنن میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ وہ (یعنی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما) ہر نماز کے سلام پھیرنے کے بعد یہ کلمات پڑھا کرتے تھے: ''لاَإلٰہَ إِلَّااللّٰہُ وَحْدَہٗ لاشَرِیْکَ لَہٗ، لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَيْءٍ قَدِیْرٌ وَلاحَوْلَ وَلاقُوَّۃَ إِلَّابِاللّٰہِ، لانَعْبُدُإِلَّاإِیَّاہُ، لَہُ النِّعْمَۃُ وَلَہُ الْفَضْلُ وَلَہُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ، لاإِلٰہَ إِلَّااللّٰہُ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ، وَلَوْ کَرِہَ الْکَافِرُوْنَ۔'' (۸) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد ان کلمات کو پڑھا کرتے تھے۔

۶:......امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یہ ہوتا تھا کہ فرض نماز سے فراغت کے بعد معمولی بلند آواز سے ذکر ہوتا تھا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: جب میں اس ذکر کی آواز سنتا تو مجھے معلوم ہوجاتا کہ لوگ نماز سے فارغ ہوچکے ہیں۔ (۹) اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا اختتام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے (سلام پھیرنے کے بعد) اللہ اکبر کہنے سے معلوم کرتے تھے۔

۷:......امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح کی کتاب الجہاد کے شروع میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد ان کلمات کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کرتے: ''أَللّٰھُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِکَ مِنَ الْجُبْنِ، وَأَعُوْذُ بِکَ مِنْ أَنْ أُرَدَّ إِلٰی أَرْذَلِ الْعُمُرِ، وَأَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الدُّنْیَا وَأَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ''۔ (۱۰)

۸:......امام ابوبکر ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی مصنَّف میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ: جب تم میں سے کوئی نماز سے فارغ ہوجائے تو یہ کہے: ''أَللّٰھُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُکَ مِنَ الْخَیْرِ کُلِّہٖ مَاعَلِمْتُ مِنْہُ وَمَالَمْ أَعْلَمْ وَأَعُوْذُبِکَ مِنَ الشَّرِّ کُلِّہٖ مَاعَلِمْتُ مِنْہُ وَمَالَمْ أَعْلَمْ، أَللّٰھُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَاسَأَلَکَ بِہٖ عِبَادُکَ الصَّالِحُوْنَ، وَأَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَااسْتَعَاذَ مِنْہُ عِبَادُکَ الصَّالِحُوْنَ، رَبَّنَاآتِنَا فِي الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِي الْآخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ، رَبَّنَا إِنَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا...... وَآتِنَا مَا وَعَدتَّنَا عَلٰی رُسُلِکَ، وَلاتُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ، إِنَّکَ لاتُخْلِفُ الْمِیْعَادَ''۔ (۱۱)

۹:......امام ابوداؤدؒ، امام نسائیؒ نے اپنی سنن اور امام ابونعیم رحمۃ اللہ علیہم نے حلیہ میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: اے معاذ! میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ ان کلمات کو ہر نماز کے بعد پڑھنا مت چھوڑنا: ''أَللّٰھُمَّ أَعِنِّيْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ''۔ (۱۲)

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے: ''أَعِنِّيْ عَلٰی تِلَاوَۃِ الْقُرْآنِ وَکَثْرَۃِ ذِکْرِکَ''۔

۱۰:......امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اپنی مسند میں حضرت عبدالرحمٰن بن غنم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص فجر اور مغرب (کی نماز) کے بعد اپنی جگہ سے اُٹھنے سے پیشتر

اور پاؤں موڑنے سے پہلے (یعنی جس طرح ''التحیات'' کے لیے بیٹھتا ہے، اسی ہیئت کے ساتھ) ان کلمات کو دس مرتبہ پڑھے: ''لاإلٰہ إلّا اللّٰہ وحدہٗ لاشریک لہٗ، لہ الملک ولہ الحمد بیدہ الخیر، یحیی ویمیت وھو علٰی کلّ شيء قدیر'' تو اس کے لیے ہر ایک مرتبہ (پڑھنے) کے بدلے میں دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں، اور اس کے دس گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں، اور یہ کلمات اس کے لیے ہر بری چیز اور شیطان مردود سے امان (کا باعث) بن جاتے ہیں، (یعنی نہ تو اس پر کسی دینی و دنیاوی آفت و بلا کا اثر ہوتا ہے اور نہ شیطان مردود اس پر حاوی ہوتا ہے) اور شرک کے علاوہ کوئی گناہ (توفیقِ استغفار اور رحمت پروردگار کی وجہ سے) اسے ہلاکت میں نہیں ڈالتا، (یعنی اگر شرک میں مبتلا ہوجائے گا اور شرک پر موت آئی، أعاذنا اللّٰہ منہ، تو پھر اس عظیم عمل کی وجہ سے مغفرت و بخشش نہیں ہوگی)۔ (۱۳) اور وہ شخص عمل کے اعتبار سے لوگوں میں سب سے بہتر ہوگا، سوائے اس شخص کے جو اس سے زیادہ افضل عمل کرے گا، (یعنی اس شخص سے وہ افضل ہوسکتا ہے جس نے یہ کلمات اس سے زیادہ کہے ہوں)۔

۱۱: ......امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عائش رحمہ اللہ کے حوالہ سے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، حضرت معاذ بن جبل اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے محمد! جب تم نماز پڑھ چکو تو یوں کہو: ''أَللّٰھُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُکَ فِعْلَ الْخَیْرَاتِ، وَتَرْکَ الْمُنْکَرَاتِ، وَحُبَّ الْمَسَاکِیْنِ، وَأَنْ تَغْفِرَلِيْ وَتَرْحَمَنِيْ، وَإِذَا أَرَدْتَّ بِعِبَادِکَ فِتْنَۃً فَاقْبِضْنِيْ إِلَیْکَ غَیْرَ مَفْتُوْنٍ، أَللّٰھُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ وَحُبَّ عَمَلٍ یُقَرِّبُنِيْ إِلٰی حُبِّکَ''۔

۱۲: ......امام ابن السنی رحمۃ اللہ علیہ نے ''عمل الیوم واللیلۃ'' میں اور ابوالشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ہر نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر کہو: ''أَللّٰھُمَّ إِلٰھِيْ إِلٰہَ إِبْرَاھِیْمَ وَإِسْحَاقَ وَیَعْقُوْبَ، وَإِلٰہَ جِبْرَائِیْلَ وَمِیْکَائِیْلَ وَإِسْرَافِیْلَ أَسْأَلُکَ أَنْ تَسْتَجِیْبَ دَعْوَتِيْ، فَإِنِّيْ مُضْطَرٌّ، وَتَعْصِمَنِيْ فِيْ دِیْنِيْ، فَإِنِّيْ مُبْتَلًی، وَتَنَالَنِيْ بِرَحْمَتِکَ، فَإِنِّيْ مُذْنِبٌ، وَتَنْفِيْ عَنِّي الْفَقْرَ فَإِنِّيْ مُتَمَسْکِنٌ''۔ (۱۴)

۱۳: ......اسی طرح امام ابن السنی رحمۃ اللہ علیہ نے ''عمل الیوم واللیلۃ'' میں حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں (جب بھی) فرض یا نفل نماز کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوا تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''أَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ وَخَطَایَايَ کُلَّھَا، أَللّٰھُمَّ انْعَشْنِيْ وَاجْبُرْنِيْ وَاھْدِنِيْ لِصَالِحِ الْأَعْمَالِ وَالْأَخْلَاقِ، إِنَّہٗ لَایَھْدِيْ لِصَالِحِھَا، وَلَایَصْرِفُ سَیِّئَھَا إِلَّا أَنْتَ''۔ (۱۵)

(مذکورہ بالا دعا کو امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الصغیر'' اور ''الأوسط'' میں حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ

سے نقل فرمایا ہے، فرماتے ہیں کہ جب بھی میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی تو نماز سے فارغ ہونے کے بعد میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دعا سنی: ''أَللّٰھُمَّ اغْفِرْ خَطَایَایَ وَذُنُوْبِیْ''.....اور مذکورہ دعا ذکر فرمائی)۔

۱۴:......امام ابن السنی رحمۃ اللہ علیہ ''عمل الیوم واللیلۃ'' میں اور امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ ''الأوسط'' میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوجاتے (امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ جب نماز سے سلام پھیرتے) تو فرماتے: ''أَللّٰھُمَّ اجْعَلْ خَیْرَ عُمُرِیْ آخِرَہٗ، وَخَیْرَ عَمَلِیْ خَاتِمَہٗ، وَخَیْرَ أَیَّامِیْ یَوْمَ أَلْقَاکَ''۔[۱۶]

میں کہتا ہوں: مطلق نماز یا فرض نماز کے بعد دعا اور ذکر کے بارے میں جو احادیث مبارکہ آئی ہیں، وہ ان احادیث کے علاوہ کثیر تعداد اور وافر مقدار میں ہیں، جو ہم نے ذکر کی ہیں۔ اور امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ کی ''الحصن الحصین''، امام ابن السنی رحمۃ اللہ علیہ کی ''عمل الیوم واللیلۃ'' اور امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی ''الکلم الطیب'' میں مذکور ہیں، لیکن میں نے اسی مقدار پر اکتفا کیا اور یہ عمل کرنے والے مومن کے لیے کافی ہے۔

مصادر ومراجع

۱:......سنن الترمذی، ۵/ ۱۸۸۔ سنن النسائی، ص: ۱۸۲-۱۸۷۔
۲:......أشعۃ اللمعات، ۴/ ۴۵۷۔
۳:......التاریخ الأوسط، ۳، ۲/ ۸۰۔
۴:......مسلم، ۵/ ۸۹۔
۵:......(بخاری، کتاب الدعوات، باب الدعاء بعد الصلاۃ۔ مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، باب استحباب الذکر بعد الصلوٰۃ وبیان صفتہ۔ سنن نسائی، سنن ابوداؤد، کتاب الصلوٰۃ، باب مایقول الرجل إذا سلَّم۔
۶:......کتاب الاعتصام بخاری، باب مایکرہ من کثرۃ السؤال ومن تکلیف مالایعنیہ، ۱۳/ ۲۶۴۔
۷:......بخاری، باب الذکر بعد الصلاۃ، ۲/ ۳۲۵۔
۸:......سنن مسلم، ۵/ ۹۱-۹۲، کتاب المساجد، باب استحب الذکر بعد الصلاۃ وبیان صفتہ۔ سنن أبوداؤد: ۲/ ۱۱۰، کتاب الصلاۃ، باب مایقول الرجل إذا سلم۔ سنن نسائی: ۳/ ۷۰، کتاب السھو، باب عدد التہلیل والذکر بعد التسلیم۔
۹:......بخاری، ۲/ ۳۲۴، کتاب الأذان، باب الذکر بعد الصلاۃ۔ مسلم، ۵/ ۸۳، کتاب المساجد، باب الذکر بعد الصلاۃ۔
۱۰:......بخاری، کتاب الجھاد، ۶/ ۳۵-۳۶، باب مایتعوذ من الجبن۔
۱۱:......مصنف ابن أبی شیبہ، ۱۰/ ۲۳۰، کتاب الدعاء، باب مایقال فی دبر الصلوات، ۱/ ۲۹۶، کتاب الصلوات، باب مایقال بعد التشہد مما رخص فیہ۔
۱۲:......أبوداؤد، ۲/ ۱۱۵، کتاب الصلاۃ، باب الاستغفار۔ سنن النسائی ۳/ ۵۳، کتاب السھو، باب نوع آخر من الدعاء۔
۱۳:......مسند احمد، ۴/ ۲۲۷۔
۱۴:......ابن السنی، عمل الیوم واللیلۃ، ص: ۱۲۱، رقم: ۱۳۸۔
۱۵:......ابن السنی، عمل الیوم واللیلۃ، ص: ۱۰۴-۱۰۵۔
۱۶:......ابن السنی، عمل الیوم واللیلۃ، ص: ۱۰۸، رقم: ۱۲۱، وص: ۵۴، رقم: ۱۱۹۔

(جاری ہے)

فرض نمازوں کے بعد دعا کی اہمیت

(دوسری قسط) ترجمہ: مولانا عمران ولی

نماز کے بعد دعا ترک کرنے پر حدیث میں مذمت

۱۵:......امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مطلب بن ابی وداعۃ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تہجد (کی نماز) دو دو رکعتیں ہیں، ہر دو رکعت پر قعدہ ہے، اور نماز خشوع وخضوع اور تمسکن ہے، اور آپ اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے پروردگار کی طرف اٹھائیں، اور یوں کہیں (دعا مانگیں) اے اللہ! میری مغفرت فرما۔ پس جس نے ایسا نہیں کیا (یعنی دل نہ لگایا، نہ عاجزی اور مسکنت وبے چارگی ظاہر کی، اس میں دعا نہ کرنا بھی شامل ہے) تو (ایسی) نماز ناقص ہے''۔ (۱)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان: ''وتشهد فی کل رکعتین '' یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول ''مثنیٰ '' کی تفسیر ہے، جس طرح کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث ''صلاۃ اللیل مثنیٰ مثنیٰ'' (کے الفاظ) ''مثنی مثنی '' کی تفسیر اس (تشهد فی کل رکعتین) سے فرمائی ہے، اور (حدیث میں مذکور) لفظ تشہد اور اس پر عطف (کردہ الفاظ) ''تباءس ''اور ''تمسکن '' افعال مضارع (کے صیغے) ہیں، ان (کے شروع میں) سے ایک تاء کو تخفیفاً حذف کیا گیا ہے۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول ''تباءس '' سے مراد دعا کے اندر خضوع یعنی عاجزی کرنے کو کہتے ہیں اور یہ (تباءس) ''بؤس '' سے ہے، عاجزی اور فقر وحاجت کے اظہار کو کہتے ہیں، اور (لفظِ) ''تمسکن ''، یعنی اپنی دعا میں تضرع اور بے چارگی و بدحالی ظاہر کرنے کہتے ہیں۔

''تقنع یدک '' یہ اقناع سے ہے، اٹھانے کے معنی میں آتا ہے (یعنی دعا میں دونوں ہاتھوں کو اٹھانا مراد ہے) اسی طرح صاحب نہایہ نے فرمایا ہے اور لفظِ ''خداج '' کا معنی ہے: ناقص ہونا۔ یہ بات سب ہی جانتے ہیں کہ دعا میں ہاتھ اٹھانے کا حکم اس بات پر دلیل ہے کہ اس دعا سے

مراد وہ دعا ہے جو دعا سلام کے بعد ہو، اس لیے کہ سلام سے پہلے دعا (کرنے) میں رفع الیدین (یعنی ہاتھ اٹھانا) نہیں ہے، اور نہ ہی کسی نے اس (سلام سے قبل دعا میں رفع الیدین کے) قول کو اختیار کیا ہے۔

۱۶: ......امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو رمثہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے: فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پھر کر بیٹھ گئے، وہ شخص جو تکبیر اولیٰ میں شریک تھا کھڑا ہوگیا اور دو رکعت نماز پڑھنے لگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ (یہ دیکھ کر) فوراً اُٹھے، اور اس شخص کے دونوں مونڈھے پکڑ کر ہلائے اور فرمایا کہ بیٹھ جاؤ، کیوں کہ اہل کتاب (یعنی یہود و نصاریٰ) اسی لئے ہلاکت کی وادی میں جا گرے کہ وہ اپنی نمازوں کے درمیان (دعا کے ذریعہ) جدائی نہیں کرتے تھے۔ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ بات سن کر) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر مبارک اوپر اٹھائی اور فرمایا کہ: اے خطاب کے بیٹے! اللہ نے تمہیں راہِ حق پر پہنچایا (یعنی تم نے سچ کہا)۔[۲] صاحب مشکوٰۃ نے اس حدیث کو ''**باب الذکر بعد الصلاۃ**'' میں ذکر فرمایا ہے۔

۱۷: ......امام عبد بن حمید، امام ابن جریر، امام ابن المنذر، امام ابن حاتم اور امام ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہم نے مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ''**فإذا فرغت فانصب**'' کے بارے میں نقل کیا ہے کہ (انہوں نے اس کی تفسیر میں) فرمایا کہ: جب تم نماز سے فارغ ہو جاؤ تو اپنے رب کی طرف دعا میں اپنے آپ کو تھکا دو اور اس سے اپنی حاجت طلب کرو۔

۱۸: ......امام ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ''**فَإِذَا فَرَغْتَ (من الصلاۃ) فَانْصَبْ (إلی الدعاء) وَإِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ (فی المسألۃ)**'' یعنی جب نماز سے فارغ ہو جائیں تو دعا میں توجہ و محنت کریں اور اپنے رب کی طرف دعا میں رغبت کریں۔

۱۹: ......امام فریابی، امام عبد بن حمید، امام ابن جریر اور امام ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ: انہوں نے ''**فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ**'' کی تفسیر میں فرمایا: ''جب تم بیٹھ جاؤ تو دعا اور سوال کرنے میں خوب محنت اور مشقت کرو''۔

۲۰: ......امام عبد الرزاق، امام عبد بن حمید، امام ابن جریر، امام ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے ''**فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ**'' کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: ''یعنی جب تم اپنی نماز سے فارغ ہو جاؤ تو دعا میں خوب محنت کرو''۔

۲۱: ......حضرت عبد بن حمید رحمۃ اللہ علیہ، امام ابن نصر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہم سے ''**فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ**'' کے بارے میں نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: ''جب تم اپنی فرض نماز سے فارغ ہو جاؤ تو اپنے رب کی طرف دعا اور مانگنے میں رغبت کرو''۔

۲۲: ......امام شمس الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے ''**الحصن الحصین**'' میں یہ حدیث ذکر فرمائی ہے کہ:

''مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ، لَمْ يَمْنَعْهُ مِنْ دُخُولِ الْجَنَّةِ إِلَّا أَنْ يَمُوتَ''۔ (۳)

ترجمہ: '' جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے گا، اس کے لیے جنت میں داخلہ سے سوائے موت کے کوئی چیز مانع نہیں ہے''۔

اس حدیث مبارکہ کو امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں اور امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں (**بل أخرجه في كتاب الصلوة المفرد وصححه فيه**) اور امام ابن السنی رحمۃ اللہ علیہ نے ''**عمل اليوم والليلة**'' میں نقل فرمایا ہے، جبکہ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے ''**الحصن الحصين**'' پر اپنی شرح میں یہ اضافہ فرمایا ہے کہ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس حدیث کو نقل کیا ہے اور ان سب نے اس کو حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ (۴) میں کہتا ہوں کہ اس باب میں جو احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہم نے ذکر کی ہیں، ان سے ثابت ہوتا ہے کہ فرض (نماز) کے بعد دعا (کرنا) سنت ہے۔

اعتراض:

اگر کہا جائے کہ شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ''**الصراط المستقيم**'' پر اپنی شرح میں فرماتے ہیں کہ: یہ جو آج کل عرب وعجم کے شہروں میں جو طریقہ متعارف ہوا ہے کہ مساجد کے ائمہ اور مقتدی حضرات سلام (پھیرنے) کے بعد اجتماعی دعا کرتے ہیں (اس طور پر کہ) امام حضرات دعا کرتے ہیں اور مقتدی آمین کہتے ہیں، یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات وطریقہ (اور تعلیمات میں سے) نہیں ہے، اور اس بارے میں کوئی حدیث نہیں آئی ہے، (بلکہ) یہ ایک بدعت ہے جس کو پسند کر لیا گیا ہے، تو اس کا جواب کیا ہوگا؟

جواب:

میں کہتا ہوں کہ اس کا جواب کئی طرح سے دیا جا سکتا ہے:

۱:......ایک جواب یہ ہے کہ ''**مفتاح الصلاة**'' کے مصنف علامہ فتح محمد بن الشیخ عیسیٰ السطاوی اپنی ''**فتوح الصلاة**'' نامی کتاب میں فرماتے ہیں، جس کا خلاصہ وحاصل یہ ہے کہ بے شک شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر بدعت (ہونے) کا حکم لگایا، اس لیے کہ شیخ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ صحاح ستہ وغیرہ میں مروی وہ احادیث جو نماز کے بعد دعاؤں کے بارے میں منقول ہیں، اس پر مطلع نہیں ہیں۔ (شیخ عیسیٰ کا کلام ختم ہوا)

۲:......دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر انہوں (شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ) نے یہ مراد لیا ہے کہ نفس دعا نماز کے بعد بدعت ہے، تو بلا شک ان کا قول صحیح نہیں ہے، اس لیے کہ ان کا یہ قول مردود ہے ان مذکورہ احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی بنا پر جو فرض نماز کے بعد دعا کی سنیت پر دلالت کرتی ہیں۔

۳:......تیسرا جواب یہ ہے کہ اگر شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کی مراد یہ ہو کہ نماز کے بعد دعا اس مخصوص کیفیت کے ساتھ کہ ہاتھوں کو اٹھانا اور مقتدیوں کا آمین آمین کہنا بدعت ہے، تو یہ بھی صحیح نہیں، اس لیے کہ ہاتھ اٹھانا (یعنی ہاتھ اُٹھا کر دعا کرنا) دعا کے سنن یعنی طریقوں میں سے ہے، اور دعا کے بعد ہاتھوں کو چہرے پر پھیرنا بھی سنن دعا میں سے ہے، اور سامعین کی طرف سے آمین آمین کہنا بھی سنن دعا میں سے ہے، اگر چہ یہ امورو (طریقے) سنن مستحبہ (سنن مؤکدہ) میں نہیں ہیں۔ اور سنن منقولہ سے مرکب کام کو بدعت قرار دینا صحیح نہیں ہے، اور رہی یہ بات کہ ہاتھ اٹھانا دعا کے طریقوں (آداب) میں سے ہے، سو یہ احادیث نبویہ سے ثابت ہے۔

دعا میں ہاتھ اُٹھانے کے بارے میں مروی احادیث

۲۳:...... دعا میں ہاتھ اٹھانے کی بابت منقول روایات میں سے ایک روایت یہ ہے جس کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے بسند خلاد بن السائب عن ابیہ اور سائب بن یزید عن ابیہ یہ روایت نقل فرمایا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا فرماتے تو ہاتھ مبارک اٹھاتے اور (دعا سے فارغ ہوکر) ہاتھوں کو چہرۂ انور پر پھیرتے۔ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو اپنی معجم کبیر میں ''عن خلاد بن السائب عن ابیہ'' کی سند سے نقل کیا ہے۔

۲۴:......اسی طرح امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے نقل فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب دعا میں ہاتھ مبارک اٹھاتے تو چہرۂ اقدس پر پھیرے بغیر نیچے نہیں فرماتے تھے۔

۲۵:......اور امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اسی طرح کی ایک روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل فرمائی ہے۔

اسی طرح (رفع الیدین فی الدعاء کی دلیل یہ بھی ہے کہ) امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ صاحب ''**الحصن الحصین**'' فرماتے ہیں کہ: بے شک (دعا میں) ہاتھوں کو اٹھانا دعا کے آداب میں سے ہے (اور) اس کو (محدثین کی) ایک جماعت یعنی اصحاب کتب ستہ نے روایت کیا ہے، اور یہ بات کہ ہاتھ کندھوں کے برابر تک اٹھے ہوئے ہوں، اس کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''مسند''، امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''سنن'' اور امام ابوبکر بن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مصنف میں نقل کیا ہے۔ **(۵)**

۲۶:......ان روایات میں سے ایک روایت وہ بھی ہے جس کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نقل فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ سے مانگنا یہ ہے کہ دونوں ہاتھ مونڈھوں تک اٹھائے یا اس کے برابر۔ امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو نقل کیا ہے اور الفاظ انہی کے ہیں، اور امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے مستدرک میں اسے روایت کیا ہے۔

۲۷:......اسی طرح ایک روایت وہ بھی ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ہاتھوں کا

اٹھانا استکانہ (عاجزی) ہے، جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: ''(ان کافروں نے) نہ عاجزی کی اور نہ اللہ کے سامنے گڑگڑائے۔'' دعا کے وقت ہاتھوں کے اٹھانے کے بارے میں احادیث بہت اور مشہور ہیں۔ اور رہی یہ بات کہ دعا سے فارغ ہونے کے بعد ہاتھوں کو چہرے پر پھیرنا دعا کے آداب میں سے ہے تو یہ بھی احادیث مبارکہ سے ثابت ہے، جن میں سے ابوداؤدؒ وطبرانیؒ کی دعا میں رفع الیدین کے بارے میں روایت ابھی آپ کے سامنے ہم نے پیش کیں۔ اور بعض وہ ہیں جو ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان اور حاکم رحمۃ اللہ علیہم کے حوالہ سے بعد میں آئیں گی۔

۲۸:......ان میں سے ایک حدیث وہ ہے جسے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتے تو جب تک چہرے پر پھیر نہ لیتے واپس نہ کرتے۔''

۲۹:......ان میں کی ایک حدیث ابن ماجہ کی ہے جو انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جب تم دعا سے فارغ ہو جاؤ تو اپنے ہاتھوں کو چہرے پر پھیر دو۔''

جہاں تک متقدمین کے اس قول کا تعلق ہے کہ ''آمین آمین'' کہنا دعا کے آداب میں سے ہے تو یہ بھی احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔ ایک حدیث تو امام جزری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی حصن حصین میں ذکر کی ہے کہ دعا کے آداب میں سے ہے کہ سننے والا آمین کہے۔ یہ امام بخاری، مسلم، ابوداؤد اور نسائی رحمۃ اللہ علیہم کی روایت ہے۔ اور دعا کرنے والے کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ دعا سے فارغ ہونے کے بعد اپنے ہاتھوں کو چہرے پر پھیر دے۔ اسے ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان رحمۃ اللہ علیہم نے اپنی صحیح میں اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے مستدرک میں نقل کیا ہے۔ اور ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے مختلف دعائیں مانگیں اور ہارون علیہ السلام نے اس پر آمین کہا تو اللہ تعالیٰ نے دونوں کی دعائیں قبول کیں، جیسا کہ قرآن کریم میں ہے: ''قَالَ قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا'' (فرمایا: کہ تم دونوں کی دعائیں قبول کر لی گئی ہیں) جیسا کہ تفسیر کی کتابوں میں ہے۔

مصادر ومراجع

۱:......أبوداؤد، ۲/ ۴۰، کتاب الصلاۃ، باب فی صلاۃ النہار۔

۲:......أبوداؤد، ۱/ ۳۶۲-۳۶۳، کتاب الصلاۃ، باب فی الرجل یتطوع فی مکانہ الذی صلی فیہ المکتوبۃ۔

۳:......الحصن الحصین، ص: ۷۹، ط: لکھنؤ بالہند۔

۴:......النسائی فی عمل الیوم واللیلۃ، ص: ۱۸۲-۱۸۳، ثواب من قرأ آیۃ الکرسی دبر کل صلاۃ۔ ابن السنی فی عمل الیوم واللیلۃ، ص: ۱۱۰، رقم: ۱۲۴۔ المعجم الکبیر للطبرانی، ۸/ ۱۱۴۔

۵:......الحصن الحصین، ص: ۳۷۔

(جاری ہے)

فرض نمازوں کے بعد دعا کی اہمیت

(تیسری اور آخری قسط)

ترجمہ: مولانا عمران ولی

دوسرا باب اس بارے میں ہے کہ دعا فرض نماز کے بعد سنت سے پہلے بلا کراہت جائز ہے، بلکہ افضل تو یہ ہے کہ وہ سنت کے بعد ہو۔ پہلے باب سے یہ معلوم ہو چکا کہ اصل دعا فرض نماز کے بعد سنت ومستحب ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ دعا فرض نماز کے بعد سنت سے پہلے مکروہ ہے یا نہیں؟ وہ احادیث جو پہلے باب میں گزر چکی ہیں وہ سب اپنے ظاہری الفاظ کے ساتھ دلالت کرتی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سنن راتبہ سے پہلے سلام کے فوراً بعد ہوا کرتی تھی، جیسے کہ احادیث کے الفاظ سے یہ بات مفہوم ہوتی ہے کہ جیسے ''إذا سَلَّمَ''، ''إذا انصرف'' اور ''إذا'' مبادرۃ کے لیے ہے اور ''دبر کل صلوٰۃ مکتوبۃ'' اوراس جیسے الفاظ سے اوران میں سے بہت سے احادیث کے راوی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صراحت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرض نماز کے بعد ان دعاؤں کے ساتھ دعا کرتے ہوئے سنا ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ سنن راتبہ اور نوافل کا گھر میں ادا کرنا (نہ کہ مسجد میں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عام طریقوں میں سے تھا، پس اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لے جانے سے پہلے فرض نماز کے فوراً بعد یہ دعائیں نہ فرماتے تو صحابہ رضی اللہ عنہم ان دعاؤں کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ سنتے، جیسے کہ یہ ظاہر ہے۔

اور رہا یہ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سنت اور نوافل گھر میں پڑھتے تھے، اس پر کئی احادیث دلالت کرتی ہیں:

ان احادیث میں سے ایک حدیث وہ ہے جس کی تخریج امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح مسلم میں، ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے مسند احمد میں بروایت عبداللہ بن شقیق رضی اللہ عنہ کی ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نوافل کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں ظہر سے قبل چار رکعت پڑھتے، پھر باہر تشریف لے جاتے اور لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے، پھر واپس آتے اور دو رکعت پڑھتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو نماز مغرب پڑھانے کے بعد گھر میں داخل ہوتے اور دو رکعت پڑھتے اور لوگوں کو عشاء کی نماز پڑھا کر میرے گھر میں داخل ہوتے اور دو رکعت پڑھتے۔(الحدیث) اور اس حدیث کے آخر میں ہے: ''اور

جب فجر طلوع ہوتی تو دو رکعت پڑھتے تھے‘‘۔

۲:......امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے شمائل میں اور ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں بروایت عبداللہ بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ حدیث کی تخریج کی ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے یا مسجد میں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے مسجد میں نماز پڑھنے سے گھر میں نماز پڑھنا زیادہ پسند ہے مگر یہ کہ فرض نماز ہو (یعنی اس کا مسجد میں پڑھنا افضل ہے)

۳:......امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے علاوہ دیگر نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سوائے فرائض کے اور تمام نمازوں کو گھر میں ہی پڑھنا افضل ہے۔ اسی طرح اس کی تخریج امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کی ہے اور فرماتے ہیں کہ اس باب میں حضرت عمر بن خطابؓ، حضرت جابر بن عبداللہؓ، حضرت ابوسعید خدریؓ، حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت ابن عمرؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت عبداللہ بن سعدؓ اور حضرت زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔

۴:......امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ، امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ (ایک روز) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (انصار کے قبیلہ) بنی عبدالاشہل کی مسجد میں تشریف لائے اور وہاں مغرب کی (فرض اور سنت) نماز پڑھی، جب (بعض) لوگ (اپنی فرض) نماز پڑھ چکے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ وہ فرض نماز ادا کرنے کے بعد نفل نماز (یعنی مغرب کی سنتیں بھی وہیں) پڑھ رہے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ دیکھ کر) فرمایا کہ: یہ (یعنی مغرب کی سنتیں یا مطلقاً نفل نماز) گھر میں پڑھنے کی ہے۔

ان احادیث میں سے ہر حدیث دلیل ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سنت اور نوافل کی نماز گھر میں ادا کرتے تھے، چنانچہ پہلی حدیث کی دلالت تو اس پر ظاہر ہے۔ باقی رہی دوسری احادیث تو ظاہر یہی ہے کہ عبادات کے باب میں جو افضل اور محبوب عمل ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے چھوڑتے نہیں تھے۔ لہٰذا ان احادیث سے معلوم ہوا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرض نماز کے فوراً بعد گھر تشریف لے جانے اور سنن ونوافل پڑھنے سے قبل ادعیہ ماثورہ کے ساتھ دعا فرماتے تھے، اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جہاں بھی ہوتے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہی دعائیں پڑھتے ہوئے سنا بھی اور ان دعاؤں کو آپ سے سن کر یاد بھی کیا۔

خاتمۃ الرسالۃ

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ مسلم شریف کی حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بیٹھتے تھے، مگر ان کلمات کے پڑھنے کے بقدر (وہ کلمات یہ ہیں) ’’**أللّٰهم أنت السلام**‘‘ پس اس کا کیا جواب ہے؟

میں کہتا ہوں: اس کے چار جوابات ہیں:

پہلا جواب: درحقیقت اس حدیث کی سند ضعیف ہے، کیونکہ اس کا مدار تین آدمیوں پر ہے۔

پہلا شخص: ابوخالد الاحمر ہے اور اس کا نام سلیمان بن حیان ہے۔ (حَیَّـان) حاء کے فتح اور یاء کی تشدید کے ساتھ ہے۔ قبیلہ ازد اور کوفہ سے تعلق ہے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ''تہذیب التہذیب'' میں فرمایا: ابوبکر البزارؒ نے کتاب السنن میں کہا ہے کہ اہل علم نے نقلاً اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ ابوخالد حافظ نہیں تھے۔ انہوں نے کئی احادیث اعمشؒ اور دیگر سے روایت کی ہیں جن کی متابعات نہیں ہیں اور ابن معینؒ نے کہا ہے کہ ابوخالد صدوق تھے، لیکن حجت نہیں ہے اور ابوہاشم الرفاعیؒ نے کہا ہے کہ وہ اصل میں صدوق تھے، لیکن ان کا حافظہ خراب ہوگیا تھا، پس وہ غلطی اور خطا کر جاتے تھے۔

دوسرا شخص: ابومعاویہ الضریر ہے اور اس کا نام محمد بن خازم ہے (خـازم) خاء اور زاء کے ساتھ ہے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ''تہذیب التہذیب'' میں فرمایا ہے: عبد اللہ بن احمد نے کہا ہے کہ: میں نے اپنے والد سے یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ ابومعاویہ الضریر اعمشؒ سے مروی شدہ حدیث کے علاوہ دیگر احادیث میں مضطرب ہے، وہ احادیث کو صحیح محفوظ نہیں کرتا اور ابن معینؒ نے کہا ہے کہ: ابومعاویہ عبد اللہ بن عمر سے منکر احادیث روایت کرتے تھے اور ابوداؤدؒ نے کہا کہ ابومعاویہ کا تعلق مرجئہ سے تھا اور مرہؒ نے کہا کہ وہ کوفہ میں مرجئہ کے رئیس تھے۔ اور ابن خراشؒ نے کہا کہ وہ اعمشؒ سے مروی شدہ روایات میں ثقہ تھے اور ان کے علاوہ دیگر روایات میں مضطرب تھے اور ابوزرعہؒ نے کہا کہ ابومعاویہ مرجئہ کے ہم خیال تھے، ان سے پوچھا گیا کہ ان کی طرف وہ دعوت بھی دیتا تھا؟ تو انہوں نے کہا: جی ہاں! میں کہتا ہوں کہ: یہ حدیث ابومعاویہ نے اعمشؒ سے روایت نہیں کی ہے، بلکہ عاصم احول سے کی ہے جو مضطرب تھے۔

تیسرا شخص: عاصم بن سلیمان الأحول ابوعبد الرحمٰن البصری ہے، حافظ ابن حجرؒ نے تہذیب التہذیب میں فرمایا ہے کہ علی بن المدینیؒ نے یحییٰ ابن سعید القطانؒ کے حوالے سے کہا ہے کہ عاصم الأحول حافظ نہیں تھے اور ابن ادریسؒ نے کہا ہے کہ میں ان سے کچھ بھی روایت نہیں کرتا اور وہیبؒ نے ان کو اس وجہ سے چھوڑ دیا کہ ان کی کچھ عادات ان کو اچھی نہیں لگیں۔

دوسرا جواب: یہ ہے کہ حدیث کا لفظ ''**أنـه لم يقعد** '' ہے **أنـه لم يقرأ** نہیں ہے، پس ممکن ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بقدر بیٹھے ہوں اور پھر کھڑے ہوکر اذکار کیے ہوں۔

تیسرا جواب: یہ ہے کہ یہ حدیث ان تمام احادیث سے متعارض ہے جو فرض نماز کے بعد ذکر اور دعا کے سلسلے میں وارد ہوئی ہیں، جن کا ذکر باب اول کی فصل اول میں ہو چکا ہے۔ پس ان احادیث کو ترجیح دی جاتی ہے، کیونکہ ان میں سے اکثر کی تخریج صحیحین میں ہوئی ہے اور صحیحین کی احادیث ان احادیث سے اصح ہیں جو صرف صحیح مسلم میں ہیں۔

چوتھا جواب: یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ''**إلا مـقـدار مـا يـقـول: ألـلّٰهـم أنت**

السلام'' سے مراد حقیقی مساوات نہیں ہے، بلکہ تقریبی مساوات مراد ہے۔ بس ان کلمات ''لا إلٰه إلا الله وحدهٗ لاشریک لهٗ'' آخر تک اور ''اَللّٰهم لامانع لما أعطیت''اور آیت الکرسی اور دیگر دعائیں پڑھنے کے بقدر تاخیر مکروہ نہیں ہے، جیسے کہ یہ بات فتح القدیر میں ہے اور شرح منیۃ الکبیر اور علامہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی شرح مشکوٰۃ اور دیگر کتب میں ذکر ہے۔ اگر کوئی اعتراض کرے کہ کتبِ فقہ کی عبارتوں میں ایسی بات ذکر ہے جو فرض اور سنت کے درمیان دعا کی کراہت پر دلالت کرتی ہے۔ ان میں سے ایک بات جواہر الفتاوی میں ہے کہ قاضی امام علاء الدینؒ سے فرض نماز کے بعد دعا کے بارے میں پوچھا گیا، فرمایا: پسندیدہ یہی ہے کہ فرض کو سنت کے ساتھ ملا دیا جائے (یعنی فرض کے فوراً بعد سنت ادا کی جائے) ایک عبارت وہ ہے جو خلاصہ اور اشباہ نامی کتاب میں ذکر ہے کہ سنتوں میں مشغول ہونا دعا میں مشغول ہونے سے اولیٰ ہے۔

میں کہتا ہوں: ان دونوں عبارتوں کا جواب یہ ہے کہ یہ دونوں کراہت پر دلالت نہیں کرتیں، درحقیقت یہ عبارتیں سنت کو فرض کے بعد ملانے کی اولویت پر دلالت کرتی ہیں اور یہ ایک مختلف فیہ امر ہے، اسی وجہ سے فتح القدیر میں کہا ہے: اس میں اختلاف کیا گیا ہے کہ فرض کے بعد ادا کی جانی والی سنتوں کا فرض کے ساتھ فوراً ملانا اولیٰ ہے یا نہیں؟ اور تحقیق سے ہم نے احادیث پیش کردی ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ فرض اور سنت کے درمیان دعا مسنون اور مندوب ہے، پس ان کثیر روایات کی وجہ سے فرض اور سنت کے درمیان دعا کے مسنون یا مندوب ہونے کا قول راجح ہوگیا ہے۔

فائدہ مسند تکمیلیہ

اس رسالہ کا خلاصہ یہ ہے کہ سنتوں کو فرض سے ملانا مکروہ تنزیہی ہے، جیسے کہ ابو رمثہ رضی اللہ عنہ کی حدیث اس پر دلالت کرتی ہے جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اور ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس بات کو فتح القدیر میں ذکر کیا ہے۔ فرض اور سنت کے درمیان فاصلہ کے بارے میں امام شمس الائمہ حلوائی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ فرض اور سنت کے درمیان وقفہ کرنے میں بالکل کراہت نہیں ہے، اور رہا امام کے حق میں تو (اس کے لیے بھی فرض وسنت کے درمیان) دعا اور ذکر کے ساتھ تھوڑا سا وقفہ کرنے میں کوئی کراہت نہیں ہے، بلکہ بالکل دعا کے چھوڑنے سے یہی افضل وبہتر ہے۔ ہاں! اگر وقفہ زیادہ ہو بایں طور کہ وہ تینتیس معروف ورد کے بقدر ہو یا اس سے بھی زیادہ ہو تو مکروہ یعنی مکروہ تنزیہی ہے جو خلافِ اولیٰ کے معنی میں ہے۔